The Lighthouse Journal of Literature & Linguistics, Vol. 04, Issue 02, Winter 2025, pp. 41-50

رحیم گل بحیثیت رومانوی ناول نگار

بی بی فاطمہ [1]   ستار خان خٹک [2]

ABSTRACT

Rahim Gul was a famous Urdu Pakistani writer, literary critic, film director, writer and filmmaker. With various books of fairy tales, critique, biography and art to his credit, Rahim Gul was a major figure in the Urdu literature of the time.He was the author of ten books. Rahim Gul was a novelist, dramatist, short story writer and sketcher. He was born in a village shaker Darra, Distract Kohat in July 1924. At 1st he joined armed force. After some years he left Army and was settled in Lahore. He had to write dialogues for movies. When he did not succeed in film industry then he begin story writing. Basically he was a romantic novelist. He mostly concentrated on romantic dialogues and he tried to explain his own real stories. In this article we have to evaluate the romantic element of his novels. He wrote seven novels in which "Jannat kiTalash" is his very famous novel. This novel is the reason of his fame. He got literary award due to this novel. Rahim Gul died on April 28, 1985 from kidney failure at Sir Ganga Ram Hospital, Lahore.

Keywords: *Rahim Gul, Romantic Novel, Urdu Novel, Romanticism in Urdu Literature, Romantic Elements, Love and Emotion*

کوہا ٹ ادبی لحا ظ سے ایک زرخیز خطہ ہے۔اس سرزمین نے ایسی ایسی ہستیو ں کو جنم دیا ہے جن کی وجہ سے نہ صرف کوہاٹ بلکہ خیبر پختو ن خوا کا نا م بھی اوراقِ تا ریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔ضلع کوہاٹ کے چھوٹے سے پسماندہ گاؤں شکر درہ سے تعلق رکھنے والے "رحیم گل" کا شما ر بھی ایسی ہی ہستیو ں میں ہوتا ہے جنہو ں نے اپنی خداداد صلا حیتو ں کے بل بو تے پر اپنے لیے اُردو ادب میں ایک بلند مقا م پیدا کیا۔وہ نہ صرف افسانہ نگار،ناول نگار،خاکہ نویس اور ڈرامہ نگارہے بلکہ انہوں نے کئی فلموں کی کہانیاں بھی لکھی ہیں اور ہدایت کاری بھی کی ہےنیز انہوں نے بے پناہ تخلیقی کارنامے سرانجام دئیے ہیں جن کی بدولت اُن کا نام رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ اُن کی تاریخِ پیدائش جولائی 1924ء ہے۔

"رحیم گل "اُردو ادب کا ایک معتبر نام ہے۔اُ نہو ں نے ہر صنف میں اپنی صلا حیتو ں کے جو ہر دکھا ئے ہیں اگرچہ انہوں نے ہر صنف میں طبع آمازئی کی ہے لیکن اُ ن کو زیادہ شہرت نا ول نگار کی حیثیت سے حا صل ہو ئی۔اُ ن کا بنیادی موضوع رومانیت ہے۔ آپ نے سات ناول تخلیق کئے ہیں جن میں تن تارارا، پیاس کا دریا،زہر کا دریا،جنت کی تلاش،داستاں چھو ڑ آئے،وہ اجنبی اپنااور وا دی گما ں میں شامل ہیں۔چونکہ رحیم گل رومانوی ناول نگار ہے اس لئے ان کے تمام ناولوں میں رومانوی عناصر بکثرت پائے جاتے ہیں۔اُن کا اپنا ایک اسلوب ہے اور یہی اسلوب اُن کی پہچان ہے۔ان کی رومانیت افلاطونی رومانیت ہے۔وہ نثر میں شاعری کرتا ہے۔ اُن کے قلم سے نکلے ہوئے جملے آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ رحیم گل عاشق مزاج تھا۔ اُن کو اپنے ماضی سے عشق تھا۔ اپنے ناولوں میں انہوں نے زیادہ تر اپنی حقیقی زندگی کے تجربات بیان کئے ہیں۔ اُن کا ناول "داستاں چھوڑ آئے" اُن کی رومانوی زندگی کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اُن کے باقی ناولوں میں بھی اُن کے خوابوں کا عکس نظر آتا ہے۔ اُن کے ناولوں میں زندگی کا سارا حسن

1-   لیکچرر اردو گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج لاچی کوہاٹ

2-   ایسوسیٹ پروفیسر اردو شعبہ لسانیات و ادبیات قرطبہ یونیورسٹی اف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور

Corresponding Author's Email: fatimagul7755@gmail.com

Manuscript Received: Nov 14, 2025
Manuscript Accepted: Dec 24, 2025

پوری آب و تاب کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ وہ عورت کو محبوبہ کے روپ میں پیش کرتاہے۔حسین دوشیزاؤں کے آنچل اور اِن آنچلوں سے جھانکتی محبوبہ کی پُر اثر نگاہیں رحیم گل کے ناولوں کا حسن ہے۔ اس کے علاوہ آبشاروں کا ترنم، بلند و بالا پہاڑوں اور میدانوں کے خوبصورت قدرتی مناظر اور تر و تازہ پھولوں کی مہک اُن کے ناولوں میں پائی جاتی ہیں۔

رحیم گل کا اندازِبیاں نہایت دلچسپ اور شوخ ہے۔ اُنہوں نے محبت کو ایک روحانی طاقت کے طور پر پیش کیا ہے۔ جو کسی رکاوٹ کی پروا کئے بغیر آگے بڑھتی ہے۔ اُ ن کے ناول عشقیہ داستانوں سے بھرے پڑے ہیں۔ محبت کی اِن داستانوں میں جذبات کی شدت ہے، روایات سے بغاوت ہے۔ اِن داستانوں میں محبت پر کوئی پابندی نہیں اور عاشق اور معشوق کامیاب عشق لڑا رہے ہیں۔ ماضی کا بیان رحیم گل نہایت خوبصورتی سے کرتا ہے۔اُنہوں نے قلندرانہ زندگی بسر کی ہے۔ وہ محبت کے تجربات کا ماہر ہے۔انسانی معاشرے میں خود ساختہ رسومات اور قوانین کے ذریعے مرد اور عورت کو اِن کے حق سے محروم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حالانکہ محبت کرنا ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ رحیم گل اپنے ناولوں میں اسی بنیادی حق کا پر چار کرتا نظر آتا ہے۔ محبت امارت اور غربت کی خود ساختہ حدیں نہیں مانتی۔ محبت مذہب کے اختلاف سے بالاتر ایک انسانی جبلّت ہے۔ رحیم گل بھی اپنے ناولوں میں یہی پیغام دیتا ہے کہ کسی قانون، کسی رواج اور کسی مذہبی قانون سے آپ کسی کے دل سے محبت نہیں نکال سکتے ہیں۔ یہی عظیم ادب کی پہچان ہے کہ اس میں پوری انسانیت کا احاطہ کیا جائے۔رحیم گل نے اپنے تخیل کے زور سے ایک ایسی دنیا تخلیق کی ہے جورومانیت کے لئے ساز گار ہے۔ جہاں احساسات میں شدت اور جذبات کی فراوانی ہے۔ اُن کی تحریریں اُردو ادب میں رومانیت کی بہترین مثالیں ہیں۔

رومانیت اُردو میں ایک ادبی اصطلاح ہے ۔ رومانیت کی جامع تعریف ابھی نہیں ہوئی ہے کیونکہ یہ لفظ اپنے معنی کے اعتبار سے ارتقائی مراحل سے گذر رہا ہے ۔اس سلسلے میں ڈا کٹر محمد حسن اپنی کتا ب میں لکھتے ہیں کہ:

> "اُردو میں رو ما نی کا لفظ اکثر عشق و محبت کے سلسلے میں استعما ل ہوتا ہے اور جب کبھی اس تحریک کی طرف اشارہ کر نا مقصود ہو جو یورپ میں رو ما نٹک یا رومان ٹی سزم کے نا م سے معروف ہوئی تو اندیشہ رہتا ہےکی اُردو میں اس سے عشقیہ مراد نہ لی جا ئے اس لئے "و" کا اضا فہ روا رکھا گیا ہےشا ید اس طرح زیا دہ وضا حت اور صرا حت پیدا ہو۔"۱؎

اسی طرح لفظ "رو مانیت" اور "رو ما نویت" کی وضا حت کر تے ہو ئےڈ اکٹر محمد خا ن اشرف اپنے تحقیقی مقا لے "اُردو تنقید کا رُو مانو ی دبستا ن "میں لکھتے ہیں:

> "اردو میں روما نیت کا لفظ ۔۔۔نہا یت ہی مبہم اور غیر متعین معنو ں میں استعمال ہو ا ہے ،روز مرہ بو ل چا ل،فلمی و غیر فلمی تفریحی رسا لو ں ،ڈا ئجسٹو ں اور اخبا را ت میں یہ لفظ جن معنو ں میں استعما ل ہو تا ہےوہ بے حد لچکدار اورڈھیلے ڈھا لے ہی نہیں منفی اور غیرعلمی تا ثر بھی رکھتے ہیں لہذا منا سب معلو م ہوا کہ تنقیدی اور علمی اصطلا ح کے طو ر پر متین اور وا ضح مفہو م کی ادائیگی کے لئے ہم "رو ما نویت "کے لفظ کا استعما ل کریں۔"۲؎

ہم یہاں رومانیت کو ان معنوں میں لیں گے کہ رحیم گل کے ناولوں میں جو عشقیہ قصے ہیں ۔ رحیم گل کی روایت کے خلاف جو اعلانِ جنگ ہے ۔ کلاسیکی اصولوں سے جو بغاوت کی بو آتی ہے ۔ معاشرت ، سماجی اور مذہبی قیود کا نشانہ خاص طور پر صنفِ نازک کو بنایا ہے ۔ جہاں رحیم گل نے خار ق عادت چیزوں سے دل بستگی کا اظہار کیا ہے جہاں انہوں نے اجتماعی ابتری کی آئینہ داری کی ہے ، جہاں انہوں نے فطری ماحول کی عکاسی کی ہے۔

اب رحیم گل کے ناولوں میں رومانوی عناصر کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔ ان کے ناولوں کے نام یہ ہیں: تن تارارا،پیاس کا دریا، زہر کا دریا، جنت کی تلاش، وادی گماں میں، وہ اجنبی اپنا اورداستان چھوڑ آئے۔

تن تارارا

تن تارار ا مصنف کا پہلا ناول ہے جو 1971ء میں شائع ہوا ۔ اس ناول کی اشاعت رحیم گل کو شہرت کی بلندیوں پر لے گئی ۔ ادبی حلقوں اور قارئین میں اس ناول کی بڑی پذیرائی ہوئی ۔اس ناول میں مرکزی کردار اسد اور تن تارارا ہے۔ دونوں کے درمیان شدید محبت ہے ۔ اتاسا اور پاداما بھی اس ناول کے دو اہم کردار ہیں ۔ کمل رام ، بلونت سنگھ اور مہر دین بھی اس ناول کے کردار ہیں ۔ اس کے علاوہ ضمنی کردار بھی بکثرت پائے جاتے ہیں ۔ ناول ایک عجیب طلسماتی فضا میں لکھا گیا ہے ۔ مصنف نے اس فضا کو جگنوؤں کا دیس کہا ہے ۔ اس ناول کی کہانی بڑی دلچسپ ہے ۔ اندازِ بیان بڑا زور دار ہے ۔مصنف ناول کا آغاز اس انداز سے کرتا ہے کہ :

"یہ جگنوؤں کے دیس کی داستان ہے ۔ یہ بڑی دلدوز کہانی ہے ، بڑا عجیب قصہ ہے ۔ جب میں اس زمانے کی طرف پلٹ کر دیکھتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں نے ایک خواب دیکھا تھا ۔ میری عمر ہی کیا تھی اکیس بائیس برس کا سن۔۔۔ مگر گاہے گاہے جب آنکھیں بند کر کے ان خوابوں کی دنیا میں لوٹ جا تا ہوں تو آنسوؤں کے ان گنت چراغ جھلملا اُٹھتے ہیں کئی برس بیتنے کے باوجود وہ یادیں مٹ نہ سکیں اور وہ دیے بجھائے نہ بجھ سکے "۳ے

رحیم گل کا یہ ناول خالص رومانوی ناول ہے ۔ اس میں عشق و محبت کے واقعات اِس خوبی سےبیان کئے گئے ہیں جو لذت و لطف اور تفریح کا سب سے بڑاذریعہ ہے ۔ اس حوالے سےایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"سورج غروب ہونے کو تھا اور سامنے کی برفانی چوٹیوں پر سنہری توئے کی طرح چمک رہا تھا ۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ بالکل ہمارے قریب آگیا ہو ۔ میں نے تن تارارا کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر جیسے کسی نے سو نا لیپ دیا ہو ۔ وہ سرخ سورج کی طرح سرخ ہو رہی تھی اور بڑی حسین لگ رہی تھی ۔"۴ے

ایک رومانی پرور مجلس کا اِس طرح بیان سامنے آتا ہے :

"وہ میری چھاتی پر سر رکھے ہوئی تھی ۔ میں نے اسے جھنجھوڑا تو اس نے لمحہ بھر کے لئے آنکھیں کھول کر مجھے بھر پور نگاہوں سے دیکھا اور دوسرے لمحے شدتِ احساس سے مجبور ہو کر میرے شانے میں دانت گھاڑ دئیے ۔ میں ہلکی سی آہ کی اور وہ باؤلی ہرنی کی طرح چھلانگ لگا کر اندھیرے میں غائب ہو گئی۔"۵ے

ایک موقع پر مصنف جذباتی انداز اختیار کرتے ہوئے رقمطراز ہے:

"شدید قسم کی محبت کرنے والی عورت بالکل فرشتے کی طرح لگتی ہے ۔''۶ے

رحیم گل کا یہ ناول اُن کو کامیاب رومانوی ناول نگاروں کی صف میں لا کھڑا کرتا ہے ۔ ان کی نثر شاعرانہ نثر ہے ۔ خالص رومانوی نثر ہے ۔ جذبات سے بھر پور نثر ہے اور یہ بے ساختہ جذبات ہیں ۔ یہ ایک روحانی محبت ہے۔یہ من توشدی تو من شدی والی محبت کی کیفیت ہے ۔ یہ محبت کی ایک ایسی داستان ہے جس میں محبت نے عقیدے کا درجہ حاصل کیا ہے ۔ جو عاشق اور معشو ق دونوں کا ایمان ہے ۔ مصنف کہانی کے آخر میں رقمطراز ہے:

> "دوستو!یہ کہانی اب ختم ہونے والی ہے میں جانتا ہوں آپ کے دل کی بات کہ یہ خوبصورت المیہ ابھی ختم نہ ہو کیونکہ آپ بھی میری طرح دکھی ہیں دکھ مشترک ہوں تو آدمی آدمی کو فوراًپہچان لیتا ہے تن تارار ا مر گئی اور میں زندہ ہوں اور میری شادی ہو رہی ہے ۔ اس دنیا میں جو قطعی ممکن ہوتا ہے وہ ناممکن بن جاتا ہے اور جو ناممکن خیال کیا جاتا ہے ۔ وہ ممکن ہو جاتا ہے جھوٹ کو حسن کی طرح پیش کیا جا تا ہے ۔ کتا بوں کا سچ اور ہوتا ہے ۔ عملی زندگی کے سچ کی شکل بالکل دوسری ہوتی ہے۔"۷ے

یقیناً اس ناول کا ہر رومانوی جملہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے ۔ اگر اس ناول سے رحیم گل کے قلم سے نکلے ہوئے تمام جملے جمع کئے گئے تو یہ رحیم گل کے اقوال زریں کی ایک لمبی فہرست بن جائیگی۔

جنت کی تلاش

رحیم گل کے ناولوں میں سے ایک بہترین ناول " جنت کی تلاش " ہے جو کہ روما نوی عنا صر سے بھر پور ہے۔جنت کی تلاش کے شائع ہوتے ہی اُردو ادب کی دنیا میں کھلبلی مچ گئی۔یہ ناول کے روپ میں ایک سفر نامہ ہے جس میں محبت اور فلسفہ ساتھ چلتے ہیں ۔اپنے موضوع ،پلاٹ ،مواد ، مکالمہ نگاری اور منظر نگاری کے حوالے سے "جنت کی تلاش"کوا ُردو ادب میں نمایاں مقام حاصل ہے۔اس ناول کا پس منظر پاکستان کے خوبصورت مقامات ہیں جسے دیکھ کر مصنف جنت کے تصّورمیں ڈوب جاتا ہے۔ اس ناول میں رحیم گل نے پاکستان کے خوب صورت مقامات کا آنکھوں دیکھا حال نہایت خوب صورتی سے بیان کیا ہے ۔ انہوں نے سوات ، کاغان ، ناران ، بلوچستان اور بلتستان کے صحت افزا اور خوب صورت مقامات کی سیر کرتے ہوئے اپنے مشاہدات اور تاثرات کو اس ناول کا موضوع بنا کر ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا ہے ۔

یہ ایک بھر پور رومانو ی ناول ہے۔مصنف اس دنیا کو ایک جنت کی صورت میں پیش کرتا ہے جہاں ہر طرف خوشی ہی خوشی اور حسن ہی حسن ہے ۔ ہر درد غم پریشانی اور فکر سے آزادی ہے، نہ کوئی جھگڑا ہے،نہ ہی اختلافات۔ مصنف کہتا ہے کہ اگر کوئی روئے زمین پر جنت دیکھنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ پاکستان کے شمالی علاقہ جات اور بلوچستان کے سیاحتی مقامات کی سیر کریں ۔ ان علاقوں میں زندگی مطمئن ملتی ہے اور یہاں کے باسی فطرت کے من میں بستے ہیں :

> " یہ کہانی مانسہرہ کے ڈاک بنگلے سے شروع ہوتی ہے ۔دریائے سرن اور کنہار کو عبور کرتےہوئے دریائے بوان اور وادی کاغان میں پروان چڑھتی ہے جھیل سیف الملوک کے ٹھنڈے پانیوں سے پیاس بجھاتی ہے اور گلگت کے سر بفلک خشک پہاڑوں اور سبزہ زارونمیں ختم ہو جاتی ہے۔" ۸ے

رحیم گل کا یہ ناول رومانیت سے بھر پور ہے ۔اس ناول کےمرکزی کردار امتل اور وسیم ہیں ۔ ناول کی پوری فضا ان دونوں کے خوبصورت محبت بھرے مکالموں سے منور ہے ۔ دریائے

سرن کو عبور کرتے ہوئے وسیم کی نگاہ امتل کے خوبصورت طلسماتی حسن پر پڑتی ہے ۔ مصنف اس رومانوی منظر کو یوں بیان کرتا ہے:

"اس کا وہ خوبصورت ہونٹ میرے سامنے تھا ۔ انگور کے سرخ دانے کی طرح رس بھرا ہونٹ ۔

اس کے نچلے ہونٹ میں دنیا کا آدھا فساد چھپا ہوا تھا۔"۹ے

مصنف اپنے من کی بصیرت افروز باتیں اپنے ناول کے خوبصورت اور مرکزی کردار امتل کے ذریعے کہلواتا ہے۔ بقول امتل ہمارا فن کار بھوکا ہے ۔ روٹی کا بھوکا ، عورت کا بھوکا، اسے آدھی روٹی ملتی ہے نہ جی سکتا ہے نہ مر سکتا ہے۔ دراصل اس معاشرے میں تشنگی اور نا آسودگی مقدر ہے ۔ ۔یہی وجہ ہےکہ ہمارے ادب میں لیلائے خیال کا راج ہے۔ محبت کے جذبے کے بارے میں مصنف امتل کی زبانی یہ تجزیہ پیش کرتا ہے:

انسان جب پہلی بار محبت میں مبتلا ہوتا ہے تو محبوب کی ایک جھلک کے لئے پہروں کھڑا رہتا ہے۔ پھر اس کے بوسے کی خواہش تڑپاتی ہے ۔ جب وہ بھی میسر آجاتا ہے تو پھر مہینوناس پر مدہوشی اور سر شاری کا عالم طاری رہتا ہے۔ دوسرا بوسا پہلے بوسے کی طرح تسکین بخش نہیں ہوتا ۔"۱۰ے

یہ ناول حقیقی معنوں میں رومانوی ناول ہے ۔ ایک طرف حسین نظارے ہیں ۔ دوسری طرف امتل کی دلکش جوانی اور تیسری طرف آزادانہ ماحول ہے ۔ رومانیت کا بنیادی نعرہ یہی ہے کہ انسان آزاد پیدا ہوا ہے ۔ اس پر پابندیاں لگانے کی کیا تک بنتی ہے۔ناول میں جب یورپین سیاح کہتا ہے کہ میں نے زندگی میں سارے کام نمٹائے ہیں ۔ اس کے بعد شاید خودکشی کر لوں تو ناول کا مرکزی کردار وسیم اس سے کہتا ہے کہ خودکشی تو گناہ ہے تب یورپین سیاح اسے جواب دیتا ہے کہ انسان کے جذبات کے سامنے بند نہیں باندھنے چاہیئے۔ اس ناول کو پڑھ کر یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ بلوچستان کا ماحول بہت زیادہ رومانوی ہے وہاں کے لوگ بڑے معزز اور بہادر ہیں ۔ سارا ناول محبت بھرے خوبصورت جملوں سے بھرا پڑا ہے اور ہر جملہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے:

"سیاہ آنکھوں والی ، بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والی حور ، یہ زمین اس لئے رہنے کے قابل جگہ ہے کہ اسے تمہاری خوبصورت آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ وہ جو کہتے ہیں کہ زندگی کے چار عناصر ہیں ، غلط کہتے ہیں کیونکہ زندگی کے عناصر پانچ ہیں ۔ یہ پانچواں عنصر تمہاری آنکھوں کا افسوں ہے۔ "۱۱ے

وہ اجنبی اپنا

وہ اجنبی اپنارحیم گل کا چوتھا ناول ہے۔جو ایک سو تینتیس (133) صفحات پر مشتمل ہے ۔ اس ناول کو پہلی بار "علی برادرز " گنسپت روڈ اُردو بازا لاہور نے 1979 ء میں شائع کیا۔ اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے ہیں ۔ اس کے بعد "رابعہ بک ہاؤس لاہور"نے اس کی اشاعت کی ذمہ داری لی اور مصنف کا پشتو لوک قصۃ "دوجسم ایک روح" ناول کے اختتام پر شامل کرکے شائع کیا ۔

اس ناول لے ذریعےمصنف یہ بتانے کی کوشش کرتا ہے کہ خیر اور شر کی جنگ میں فتح ہمیشہ خیر ہی کی ہوتی ہے ۔اس ناول کے کردار جمال کو مغربی تعلیم و تربیت نے بگاڑا ہوتاہے جو ہر چیز کو دولت کے زور پر حاصل کرنا چاہتا ہے ۔ ناول کے پلاٹ میں کہیں کہیں جھول بھی

نظر آجاتا ہے لیکن مصنف نے کمال مہارت سے ان چھوٹی چھوٹی خامیوں کو ظاہر نہیں ہونے دیا اور ناول کا مجموعی تاثر برقرار رکھا ہے ۔ ناول میں مکالمہ نگاری کے بہترین نمونے دیکھنے کو ملتے ہیں ۔ یہ مکالمے روزمرہ کے عین مطابق ہیں اور مصنف کی شگفتہ بیانی کا جیتا جاگتا نمونہ ہے ۔ اس ناول میں مصنف نے بھر پور طریقے سے اپنے قلم کے جوہر دکھائے ہیں۔ اُسے نثر کا شاعر کہنے والے حق بہ جانب ہیں ۔انہوں نے اپنے انوکھے اسلوب نگارش کی بدولت اُردو ادب میں اپنا مقام بنایا ہے ۔ ان کا قلم دریا کی مانند بہتا چلا جاتا ہے اور اپنے ساتھ قاری کو بھی بہا کر لے جاتا ہے۔ یہ ناول مصنف کے وسیع مطالعے اور گہرے مشاہدے کا منہ بولتا ثبوت ہے ۔ انہوں انسانی نفسیات کا نہایت باریک بینی سے تجزیہ کیا ہے:

"پلٹ کر دیکھنے والے آدمی کےضمیر پر تھوڑا بہت بوجھ ضرور ہوتا ہے!"۱۲ـــ

پیاس کا دریا

اس ناول کا موضوع جنس اور محبت ہے ۔اس ضخیم ناول میں رحیم گل نے جنس اور محبت کا تجزیہ بڑی گہرائی اور حقیقت نگاری سے کیا ہے ۔ ندیم اس ناول کا ہیرو ہے ۔یہ ہیروئین لڑکیوں سے عشق لڑاتا ہے۔ ندیم ایک لکھاری ہے اور ریڈیو سٹیشن میں ملازمت کرتاہے۔ وہ رسائل میں خوبصورت کہانیاں لکھتا ہے ۔ کراچی کی شمسہ نامی اعلیٰ سوسائٹی کی ایک لڑکی اس سے متاثر ہوتی ہے اور وہ اسے لاہور سے کراچی آنے کی دعوت دیتی ہے ۔ ایک ہوٹل میں ملاقات ہوتی ہے اور ایک دوسرےسے سچی محبت کرنے کا عہد وپیمان باندھتے ہیں۔ رحیم گل نے جنس اور محبت پر ایک خاص ماہرانہ انداز سے خامہ فرسائی کی ہے ۔ اپنے منفرد اسلوب کی بنا پر اُن پر فحش نگاری کا الزام بھی نہیں لگتا ہے ۔اس ناول کے ذریعے مصنف نے محبت اور جنس کے فرق کو واضح کیا ہے ۔جہاں محبت جنسی آلودگی سے پاک ہو وہ محبت دیر پا ہوتی ہے۔ جنسی میلاپ سے محبت کا تقدس مجروح ہو جاتا ہے وہاں پھر محبت محبت نہیں رہتی بلکہ ضرورت بن جاتی ہے ۔ جنس بھی کوئی شجر ممنوعہ نہیں ۔ جنسی خواہش انسان کی ضرورت بھی ہے اور فطرت کا تقاضابھی ہے ۔ نا ول کی تینوں ہیروئینیں جسمانی لحاظ سے انتہائی حسین و جمیل ہیں ۔ شمسہ سے ندیم کی محبت ایک رومانوی محبت ہے گویا وہ محبت برائے محبت ہے۔دونوں کی محبت روحانی تعلق پر منتج ہوتی ہے دونوں اپنے آپ کو جسمانی اختلاط سے باز رکھتے ہیں ۔ ناہید کی شخصیت میں اُسے جنسی کشش نظر آتی ہے ۔ جس کے نتیجے میں ایک ناجائز بچہ پیدا ہوتا ہے ۔ ندیم اپنے جرم کی تلافی کے لئے ناہید سے شادی کرتا ہے۔اس شادی کو وہ اپنا فرض سمجھتا ہے ۔ جسمانی میلاپ ہوتے ہی دونوں کی شدید محبت میں کمی آجاتی ہے ۔ محبت کا سارا مزا ختم ہو جاتا ہے ۔اس نا ول میں جہاں حقیقت نگاری ،جنس نگاری اور نفسیات نگاری کے نمونے بکثرت ملتے ہیں ۔ وہاں محبت کے حوالے سے رومانوی عناصر بھی بکثرت پائے جاتے ہیں:

"میرے سامنے ایک سر و قد حسینہ کھڑی مسکرا رہی تھی ۔نسواری رنگ کا نیا سوٹ ، پاؤں میں بے حد سبک اور نازک جوتے ، دونوں ہاتھوں میں خوبصورت چوڑیاں ، دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں سونے کی انگوٹھیاں ،کانوں میں نگینوں والے گول چولے چھلے ، زعفرانی رنگ ، خوبصورت آنکھیں ، دبلی پتلی اور لمبی ۔۔دلفریب خدوخال کی لڑکی۔ یہ تھی شمسہ ۔"وہ واقعی خوبصورت تھی واقعی حسین تھی نرم و نازک ہاتھ ، کنول کی طرح سندرپاؤں ۔"۱۳ـــ

رحیم گل کے قلم سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ سے رومانیت ٹپکتی ہے ۔پڑھنے والےان پر جنسی ناول نگار کی تہمت نہیں لگا سکتے ہیں ۔ وہ عورت کی نفسیات کا خوب ماہر ہے ۔اپنی زندگی میں انہوں نے بارہا محبت کے تجربات کئے اور ایک سلجےہوئے اور سچے ادیب کی حیثیت سے ادبی انداز میں اپنی تحریروں میں ان تجربات کو پیش کیا ۔رحیم گل نے اپنے طویل

تجربات اور مشاہدات کو کہانی کی شکل دی ہے ۔ اگر دوسرا کوئی مصنف ہوتا تو اس پر فحاشی کا ضرور الزام لگتا ۔ رحیم گل نے جنس اورمحبت پر فنکارانہ انداز سے خامہ فرسائی کی ہے ۔ شمسہ سے ندیم کی سچی محبت ہے ۔ یہ محبت جنسی میلاپ سے بالاتر ہے ۔ مصنف عورت کی حقیقت یوں بیان کرتا ہے:

> "عورت کا وجود محبت کے خمیر سے اُٹھایا گیا ہے ۔عورت محبت کرتی ہے وہ محبت کے لئے مجبور ہے ۔ ایک کمزور لڑکی صرف پیار کر سکتی ہے عصمت بخش سکتی ہے پیار کے لئے بٹ سکتی ہے اس کے بازو کمزور ہیں وہ تلوار نکال کر اپنے پیار کی حفاظت نہیں کر سکتی ۔ اس کے شانے بوجھ نہیں اٹھا سکتے ۔"۱۴ے

عورت اِ س کا ئنا ت کا بہت بڑا را ز ہے ۔قدرت کا حسین شا ہکا ر ہے ۔سا ری رو مانیت عورت کے گر دگھو متی ہے ۔دنیا کے ہر ادب میں قصے کہا نیا ں اور داستا نیں لکھی جا تی ہیں۔آج کل نا ول اور افسا نے بکثرت لکھے جا تے ہیں ۔شعر وشا عری ہو تی ہے ۔ڈرا مے لکھے جا تے ہیں اور فلمیں بنا ئی جا تی ہیں جن میں محبت کے چر چے ہو تے ہیں اور یہ چر چےعموماً دو کرداروں مرد اور عورت کے گرد گھومتے ہیں۔گویا ادب کا سارا کاروبار عورت اور مرد کی محبت پر چل رہا ہے ۔ اِن قصوں میں جذبات نگاری ہوتی ہے اور یہی جذبات نگاری رومانیت ہوتی ہے۔

زہر کا دریا:

یہ دراصل ایک ناولٹ ہے ۔ اس کی کہانی عدالت سے شروع ہوتی ہے اور عدالت ہی میں ختم ہو جاتی ہے ۔ کرداری کا مرکزی کردار"عدیم "ہے ۔ ان کے ہاں ایک مالی بابا رہتاتھا ۔ مالی کی لڑکی کا نام" سرتل "تھا ۔ عدیم سرتل سے محبت کرتا تھا ۔ عدیم کے والد سیٹھ دوؤد نے سرتل کی عصمت دری کی ۔طیش میں آ کر عدیم نے اپنے والد کو قتل کر دیا ۔ سر تل اور عدیم نے ایک دوسرے کو بچانے کے لئے قتل کی ذمہ داری اپنے اپنے سر لی۔ عدالت نے شک کا فائدہ دے کر دونوں کو بری کر دیا ۔ سر تل عدیم کے مقتول والد کے نطفے سے حاملہ ہو گئی ۔ اس کے ہاں ایک نا جائز بچہ پیدا ہو گیا۔ زچگی کے دوران سر تل مرگئی ۔ عدیم نے اس بچے کی خوب پرورش کی اور تعلیم دلوائی جس کے نتیجے میں وہ بچہ سیشن جج تعینات ہوئے ۔ 28 برس کے بعد عدیم عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا تا ہے ۔ اپنے ضمیر کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہے ۔ عدالت کو سب کچھ بتا دیتا ہے ۔ جج اُن سے کہتا ہےکہ وہ بچہ پیش کیا جائے اِس دوران مالی بابا حاضر ہو تا ہے ۔ وہ اس امر کا انکشاف کرتا ہے کہ عدالت کی کرسی پر بیٹھا محترم جج ہی وہ بچہ ہے ۔

داستان چھوڑ آئے

یہ ناول بنیادی طور پر ایک رومانوی ناول ہے ۔ محبت اس ناول کا بنیادی موضوع ہے ۔ اس ناول میں ہماری ثقافت محفوظ کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ ہمیں اس ناول میں تبصرے بھی ملتے ہیں ۔ فلسفیانہ باتیں بھی ملتی ہیں ۔ عورت کی نفسیات اور جنسیات کو سمجھنے کے لئے یہ ایک بھر پور ناول ہے ۔ مصنف نے خود ہی مرکزی کردار ادا کیا ہے ۔ واقعات ایک تخیلاتی کہانی کی صورت میں رونما ہوتے ہیں ۔ مصنف نے حقیقت نگاری سے کام لیا ہے۔ موضوع نازک ہے ۔ اس میں جتنی عورتوں کا ذکر کیا ہے ہر عورت کو محبوبہ کے روپ میں پیش کیا ہے ۔ مصنف نے بڑی فنکاری کے ساتھ اپنے آپ کو فحش نگاری کے الزام سے بچایا ہے ۔ ناول کے مطالعے سے لطف اندوزی بھی حاصل ہوتی ہے ۔ معلومات میں اضافہ بھی ہو تا ہے ۔ مصنف نے درجن بھر عورتوں سے معاشقے کیے ہیں ۔ یہ عورتیں مختلف تہذیبوں ،مذاہب ،زبان و نسل سے تعلق رکھتی ہیں۔ تمام عورتوں کی فطرت ایک جیسی ہے۔ ایک وجیہہ اور بے باک اور رنگین مزاج مرد ہر عورت کی خواہش ہے۔

رحیم گل ایک عاشق مزاج انسان ہے ۔ اُن کو اپنے ماضی سے عشق ہے ۔ حسین عورتوں سے عشق ہے۔ اُن کے حسن کے پیمانے معیاری ہیں۔ رحیم گل نے اِن واقعات کو اس انداز میں پیش کیا ہے ۔ جہاں ہر طرف خوشی ہی خوشی ہے۔ محبت کی آزادی ہے ۔ روایت سے بغاوت ہے ۔ وہ سچی محبت کے پرستار ہیں ۔ یہ تمام رومانوی عناصر ہیں ۔ بلکہ یہ ناول رومانوی ناول ہے ۔ ہر معاشقے پر مصنف نے اپنے قلم کا زور ختم کیا ہے۔

> "رام پیاری پہلی لڑکی تھی جس نے میرے معصوم دل میں پیار کی پہلی جوت جگائی تھی ۔ تب میں محبت اور چاہت کے معنی نہیں سمجھتاتھا ۔ وہ چھوٹی سی معصوم لڑکی تھی جب ہماری نگاہیں ٹکراتی تو کوئی چیز میرے دل میں غوطہ لگاتی اور میں کانپ سا جاتا ، رام پیاری کی سیاہ آنکھوں میں خوف اور خوشی کے عجیب سی وحشت ہو۔"۱۵ے

اس ناول میں رحیم گل نے اپنے لڑکپن سے لے کر جوانی تک کے سب معاشقوں کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔ ناول میں جگہ جگہ پر عاشق اور معاشوق کی ملاقاتوں کے احوال مصنف نے بڑی خوبصورتی سے بیان کئے ہیں۔

> دراصل وہ لمحہ ،جس کئے آدمی زندگی داؤ پر لگاتا ہے ۔ جس کے حصول کے لئے ہمیشہ تڑپتا ہے ۔ جسے اپنی گرفت میں لینے کے لئے زندگی بھر جد و جہد کرتا ہے اِس لمحے کی گرفت ہی زندگی کا نکتہء عروج ہے ۔ لیکن جب احساس ہوتا ہے یعنی احساس ملکیت کہ وہ لمحہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کا غلام ہو گیا ہے ۔ تو نکتہء عروج کا ذوال شروع ہو جاتا ہے ۔ پھر انسان محبت ے لئے نہیں فرض کے لئے جیتا ہے ۔ میرے ساتھ ساتھ بھی کم و بیش یہی ہوا میں جو محبت کے زور سے ساری کائنات کو سمیٹنا چاہتا تھا ،محض ایک عورت تک محدود ہو کر رہ گیا ۔ تو یہ ہوتی ہے محبت۔"۱۶ے

وادئ گُما ں میں

اِ س نا ول کی فضا سراسر رو ما نوی ہے ۔مصنف ثمرین کے عشق میں مبتلا ہےاور اُ س کی محبت کا جذبہ اِس قدر شدید ہے کہ وہ کرہ یا قوت کی رعنائیو ں کو خیر با د کہتا ہے۔کرہء یا قوت میں ہر طرف حسن ہی حسن ہے۔اس حسن پر کسی قسم کی پا بندی نہیں ہے۔جس حسینہ سے ملنے کو آپ کا دل چاہے،صرف بٹن دبا ئیں اور اس کو اپنے پہلو میں پا ئیں۔

اپنی محبو بہ ثمرین کے متعلق مصنف کے تا ثرا ت ملا حظہ ہو:

> "میرا نصیب کہ ثمرین کے خمیر میں شعریت تھی،شعر جذب کرنےکی صلاحیت تھی۔ورنہ کہا نوہ آسما ن کا ستارہ اور کہا ں یہ شاعر ِآوارہ۔"۱۷ے

اس ناول میں دوران سفر مصنف کودو لڑکیا ں خدمت کے لیےملی تھیں ۔اُ ن کے سا تھ دلچسپ مکالمے ہو ئے۔ایک لڑکی استفسار کرتی ہے کہ اِ س سیارے کا ملکو تی حسن آپ کو کیسے لگا؟مصنف نے کسی جذبا تی والہانہ پن کا اِظہا ر نہیں کیابلکہ ثمرین کی محبت کا ذکر کیا۔ایک لڑکی نے کہا کہ کیا آپ کی زمینی محبوبہ ہم سے زیا دہ خو بصورت ہے؟مصنف نے جوا ب دیا:

> "زمین کی خو بصورت سے خو بصورت ترین عورت آپ جتنی خو بصورت نہیں ہو گی مگر اس کی خو بصورتی اِس لیے افضل ہے کہ کروڑوں اربو ں آدمیو ں میں سے مجھے پسند کر تی ہے۔"۱۸ے

مصنف سے ایک دن ایک خو بصورت جوا ن لڑکی ملنے کے لیے آئی۔اس نے آتے ہی کہنا شروع کیا کہ میں آپ سے ملنے کے لیے اِ س لیےدور سے آئی ہوں کہ کبھی میں بھی شا عرہ تھی لیکن اب میں نے شا عر ی ترک کر دی ہے ۔مصنف کہتا ہے کہ تم نے شا عری کیو ں ترک کی ؟تو اس نے جوا ب میں بتایاکہ شعر تو جذبا تی اور اِحساسا تی سطح کی تشکیل کی خا طر جنم لیتا ہےیا زندگی کے دوسرے مسا ئل کی نشا ندہی کرتا ہے ۔لیکن جب جذبا تی اور احسا ساتی سطح پر انسا ن کی کو ئی اُلجھن با قی نہ رہے ،دوسرے مسا ئل بھی ختم ہو جا ئیں تو شعری تڑپ بھی با قی نہیں رہتی اور تخلیقی استعداد کی ساری صلا حیتیں شعوری قوتوں میں ضم ہو جا تی ہیں۔ایک مختصر اقتبا س پیش کیا جا تا ہے:

"میں ایک لحظے کے لیے چکرا گیا۔ایسی خوبصورت دلیل پہلے کسی نے نہ دی تھی۔شا ید یہ لا جوا بی کا جوا ب تھا کہ میں نے اسے آغو ش میں لے لیا۔وہ ریشم کی طر ح میری آغو ش میں سموگئی۔"۱۹؎

ملکہ ترنم کا خو بصورت گیت اور مو سیقی سن کر شا عر مد ہو شی کے عالم میں چلاگیا۔مصنف جب ہو ش میں آیا تو اس نے بٹن دبا یا ۔اگلے لمحے ایک حسین لڑکی تیزی سے کمرےمیں آگئی۔وہ حیرت اور خو شی سے بوکھلا ئے ہو ئے تھی۔لڑکی نےکہا کہ شاعر آپ کو ہو ش آگیا اور آپ جا گ گئے؟میں نے اس سے پو چھا کہ وہ لڑکی کہا ں گئی جس نے گذشتہ رات مجھے گیت سنا یا تھا۔ اس حوالے سےایک اقتبا س پیش کیا جاتا ہے:

"گذشتہ رات کی با ت بھی خو ب رہی ۔شا عر!آپ کو معلو م نہیں ارضی مہ و سال کے حسا ب سے آپ کو سوئے ہو ئے پورے پچا س بر س بیت گئے ہیں۔میں نے حیرت سے پو چھا کہ پچا س برس تک کو ئی انسا ن سو سکتا ہے؟لڑکی نے کہا کہ کیو ں نہیں ۔آپ نے ندا کا گیت سنا تھا۔یہی تو کمال ہے ندا کا ۔جو اسے سنتا ہے دنیا و مافیہا کو بھو ل جا تا ہے۔سب سے پہلے مجھے ثمرین کا خیال آیا ۔گو یا اب وہ ستر برس کی بڑھیا ہو گی۔۲۰؎

مصنف کے پا س ایک خو بصورت لڑکی آئی۔یہ لڑکی ہو بہو ثمرین کی تصویر تھی۔اس نے مصنف کو ایک خط حوالے کیاجس میں ثمرین نے مصنف کو آخری پیغا م دیا تھا۔اس خط میں لکھا تھا کہ یہ لڑکی میری پو تی ہے ۔اس سے ضرور ملو۔یو ں ثمرین نے مصنف (شاعر) کو اپنی محبت منتقل کر دی۔یہ لڑکی مصنف کے کمرے میں ایک کرسی پر بیٹھ گئی ۔مصنف نے اسے قطرہء حیا ت پلا کر امر کر دیا۔اس سلسلے میں ایک آخری اقتباس ملا حظہ ہو:

"میں نے اِ س پھول سی لڑکی کو اُٹھا کر گلے لگا یا۔آخر محبت سے لو گ کب تک دا من چھڑاسکیں گے ،کب تک محبت سے دور بھاگیں گے۔آج سے ہزا ر دو ہزا ر سال بعد کُرہء یا قوت سے را بطہ ہو گاتو ہم کہنے کے اہل ہوں گے "دیکھو کُرہء یا قوت کے محبت گزیدوہ زمین کی چھا تی پر گلا ب ہی گلاب کھل چکا ہے۔ہم نے اسے انسا نی محبت سے لا لہ زار بنا دیا ہے۔"۲۱؎

الغرض رحیم گل کے تمام ناولوں میں رومانوی عناصر کثرت سے موجود ہیں جنہیں پڑھ کر ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ:

1. بحیثیت مجموعی رحیم گل ایک کامیاب رومانوی ناول نگار ہے ۔
2. ان کے ناولوں میں رومانیت کے تمام تقاضے پورے کئے گئے ہیں۔
3. رحیم گل نے ایک بھر پور زندگی گزاری ہےاور اپنی زندگی کے تجربات اپنے ناولوں میں بیان کئے ہیں۔

4. رحیم گل ایک صاحب اسلوب نثر نگارہے۔ ان کے اسلوب میں حسن ہے، دلکشی ہے، روانی ہے اور رومانویت کا دور دورہ ہے۔

حوالہ جات:

۔محمد حسن خان،ڈاکٹر، اردو ادب میں رومانوی تحریک، کاروان ادب ملتان صدر ،1993، ص:102
۲۔ محمد خان اشرف، ڈاکٹر ،اردو تنقید کا رومانوی دبستان، اقبال اکادمی پاکستان ،1996، ص:23
۳۔ رحیم گل ،تن تارارا ، رابعہ بک ہاوس لاہور،سن اشاعت ندارد ، ص:23
۴۔ ایضاً ص، ص:24
۵۔ ایضاً ، ص:57
٦۔ ایضاً، ص:81
۷۔ایضاً ، ص:179
۸۔ رحیم گل، جنت کی تلاش، رابعہ بک ہاوس لاہور، سن اشاعت ندارد ، ص:3
۹۔ ایضاً ، ص:57
۱۰۔ ایضاً ، ص:125
۱۱۔ ایضاً ، ص:201
۱۲۔ رحیم گل، وہ اجنبی اپنا، رابعہ بک ہاوس لاہور، سن اشاعت ندارد ، ص:245
۱۳۔ پیاس کا دریا، رحیم گل، رابعہ بک ہاوس لاہور، سن اشاعت ندارد ، ص:151
۱۴۔ ایضاً ، ص:154
۱۵۔ داستاں چھوڑ آئے، رحیم گل، رابعہ بک ہاوس لاہور، سن اشاعت ندارد ، ص:158
۱٦۔ایضاً ، ص:161
۱۷۔ وادی گماں میں، رحیم گل، رابعہ بک ہاوس لاہور، سن اشاعت ندارد ، ص:14
۱۸۔ ایضاً ، ص:16
۱۹۔ ایضاً ، ص:19
۲۰۔ ایضاً ، ص:27
۲۱۔ ایضاً ، ص:35